ان الدین عنداللہ الاسلام

آقائے شریعت مولانا سید کلب عابد صاحب قبلہ طاب ثراہ

جو دین خدا کا بھیجا ہوا اور اس کا پسندیدہ دین ہے وہ صرف اسلام ہے پھر دین آدم سے لے کر اس وقت تک دین الٰہی رہا اور یہی دین قیامت تک رہے گا۔ جو نبی یا رسول آیا وہ اسی دین کی تبلیغ کے واسطے آیا اور اسی دین کی حفاظت ہر نبی اور امام کا فریضہ تھا۔ اس دین کے اندر شریعتیں بدلتی رہتی ہیں جن کا تعلق فروع سے ہے کیونکہ دین میں کچھ چیزیں وہ ہیں جن کو اصول اور جڑیں اور بنیادیں کہا جاسکتا ہے اور کچھ چیزیں وہ ہیں جن کو فروع یا شاخیں قرار دیا گیا ہے۔

فروع دین پر نجات اور آخرت کی کامیابیوں کا دارومدار ہے مگر ان فروع میں سے کوئی چیز ہرگز قابل جزا اور سبب ثواب آخرت نہیں ہوتی جب تک اصول درست نہ ہوں۔ بنیادیں اگر نہ ہوں یا کمزور ہوں تو در و دیوار کا بلند ہونا یا قائم رہنا ناممکن ہے۔ اصول اسلام اللہ کا ماننا اس کے تمام صفات کا صحیح صورت سے اعتقاد رکھنا جن میں سب سے زائد اہم وحدت، عدالت، قدرت وعلم وغیرہ ہیں اور اس کے بعد نبوت ورسالت وامامت اور اس کے بعد روز جزا وسزا یعنی قیامت، حساب وکتاب، جنت ونار وغیرہ ہیں۔ جن کی تعبیر وحدت، عدالت، رسالت، امامت ومعاد سے کی جاتی ہے۔

یہ اصول الفاظ کے اعتبار سے تو بہت آسان ہیں اور انہیں کا اقرار کر لینے سے انسان مسلمان کہا جاتا ہے۔ اور وہ تمام احکام اس کے واسطے جاری ہوجاتے ہیں جو محض دنیا سے تعلق رکھتے ہیں یعنی بلاوجہ اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہوتا، کسی شرعی اجازت کے بغیر اس کا مال لینا حرام ہوتا ہے، وہ پاک سمجھا جاتا ہے، اس کے واسطے نکاح و میراث وغیرہ کے تمام احکام جاری ہوتے ہیں مگر یہ شخص اس وقت تک مومن کہے جانے کا مستحق نہیں ہوتا جب تک مذکورۂ بالا تمام اصول اور ان کے معانی صحیح طریقہ سے سمجھ کے دل میں ان کا اس صورت سے یقین نہ کرلے کہ کبھی شک وشبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اسلام و ایمان میں ایک یہ فرق بھی قرار دیا گیا ہے کہ جو محض وحدت ورسالت کو مانے وہ مسلمان ہے اور جو خلافت بلافصل علی ابن طالبؑ اور امامت ائمہ اثناعشرؑ کا بھی اقرار کرے وہ مومن ہے اور یہ کچھ بے محل بھی نہیں کیونکہ اکثر احادیث میں محبت امیرالمومنین اور تمام اہل بیتؑ کی محبت کو عین ایمان کہا گیا ہے۔ اسلام آسان ہے اور ایمان مشکل ہے صرف زبانی اقرار کرلینا اور سر تسلیم جھکا دینا چاہے کسی وجہ سے ہو اسلام ہے۔ مگر جب تک ہر ہر رکن ایمانی میں بلا شک وشبہہ یقین کی منزل نہ حاصل ہوجائے اس وقت تک ایمان نہیں آتا اور یہی وہ بلند منزل ہے جس تک ۱۰ فیصدی مسلمان بھی بمشکل پہنچ سکے۔

کوئی بھی نہ سمجھ سکا کہ لا الٰہ الا اللہ میں جس ذات کے الٰہ برحق ہونے کا ہم اقرار کررہے ہیں وہ ہے کیا۔ اور اس کے صفات کیا ہیں۔ یاد رکھئے کہ اللہ کے صحیح صفات سمجھ لینے ہی سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور صفات ہی میں غلطی کرنے سے معرفت میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ اگر معاذ اللہ ہم اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ کے جسم وجسمانیات اعضاء وجوارح ہاتھ، پیر موجود ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم اس ذات کو نہیں پہچانتے جو خالق عالم ہے بلکہ کسی اور کی خالقیت کے مقر ہیں جو ہرگز الٰہ برحق نہیں ہوسکتا۔

مثلاً آپ سے دریافت کیا جائے کہ زید کو پہچانتے ہو اور آپ اقرار کریں کہ خوب پہچانتے ہیں وہ موٹا تازہ جوان آدمی گورے رنگ کا ہے حالانکہ زید دبلا پتلا سیاہ رنگ ہو۔ تو ہر سننے والا کہہ دے گا کہ آپ زید کو نہیں پہچانتے صرف اس لیے کہ آپ نے پہچاننے کا دعویٰ تو کیا مگر زید کے صفات غلط بتائے۔ یوں ہی جو اللہ کے صفات کو غلط سمجھا وہ دراصل اللہ کو نہیں پہچانتا۔ لہٰذا خدا کی معرفت میں لا الٰہ الا اللہ کا سچا ماننے والا وہی ہے جو اس کے کل صفات کا اقرار کرے اور ان صفات کے صحیح معنوں سے واقف ہو اس لیے ہر مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ اگر وہ حقیقی مسلمان بننا چاہتا ہے تو اس کے تمام صفات کو صحیح صورت سے سمجھے اور دل میں ان کا عقیدہ رکھے یوں ہی نبوت کی منزل ہے یعنی صرف محمد رسول اللہ کہہ دینا کافی نہیں ہے جب تک نبوت ورسالت کے معنی اور محمد رسول اللہ کے سچے صفات سے واقف نہ ہو۔

اسی طرح علی ولی اللہ میں اور ہر امام کی امامت تسلیم کرنے میں امامت کے معنی اور صفات امام سے واقفیت ضروری ہے اور ان کے مراتب ومنازل کا فی الجملہ سمجھ لینا فرض ہے۔ تاکہ **لا محب غال** (یعنی وہ دوست جو غلو کی منزل تک پہنچ جائے اور امام کو اس کے مرتبہ سے بلند کرکے رسول یا خدا کہہ دے) اور نہ **مبغض قال** (یعنی عداوت کی وجہ سے ائمہ معصومینؑ کی منزل کو گھٹا دے) کے مصداق کی منزل میں داخل ہو۔

اس کے بعد قیامت حشر ونشر، حساب وکتاب جنت ونار صراط وکوثر وغیرہ کے عقیدہ میں اس طرح مستحکم ہو کہ کوئی شک وشبہہ نہ آنے پائے۔

ان تمام منزلوں سے گذر جانے کے بعد فروع دین کی منزل ہے جس کو احادیث معصومینؑ میں ایمان کا کمال قرار دیا گیا ہے بلکہ رکن ایمانی قرار دیا گیا ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ایمان حاصل کرنے کی کوشش کریں اسلام اور ایمان کے فرق کو سمجھیں اور محض مسلمان نہ رہیں بلکہ حقیقی مومن بننے کی کوشش کریں مگر اسی کے ساتھ ہی ہر مومن کا فرض ہے کہ صرف عقائد کو صحیح کر لینے پر اکتفا نہ کرے بلکہ عقائد کے ساتھ ساتھ اعمال بھی بجالائے کیونکہ بعض احادیث واقوال علماء سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبادات بھی جزو ایمان ہیں اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی شرط نجات تو لازماً ہیں جس وقت تک واجبات پر عمل اور محرمات کا ترک نہ ہو اس وقت تک محض ایمان کی وجہ سے بخشش ہو جانا ممکن نہیں قرآن میں بھی ہر مقام پر ایمان کے ساتھ عبادات کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا گیا ہے اور احادیث میں بھی صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ عمل کے بغیر جہنم سے نجات نہیں ہوسکتی۔ نیز یہ بھی تصریح ہے کہ تمام عبادات میں سب سے زیادہ اہم اور افضل یہ نماز پنجگانہ ہے جس کی سترہ رکعتیں دن ورات کے مختلف گھنٹوں میں واجب ہیں۔ ہم اس مقام پر نماز کے متعلق ارشادات معصومین ذکر کردینا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ہمارا بیان یہ کہکر نہ ٹال دیا جائے کہ یہ سب مولویوں کی من گھڑت ہے کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ بجالاؤ اس وقت نجات ممکن ہے۔ ہمارے چھوٹے موٹے حدیث خواں ...... بلاشرط وقید کہہ دیتے ہیں کہ بس جس نے اہل بیتؑ سے محبت کی وہ جنتی ہے (چاہے کیسا ہی بدکار وگناہگار کیوں نہ ہو۔)

سچ ہے اور ہم بھی محبت آل محمد کو ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر دراصل وہ محبت ہی نہیں کرتا جو اہلبیتؑ کے احکام نہ مانے ان کا پیرو نہ ہو بلکہ ان کی مخالفت کرے۔ کوئی بھی اس محبت کے دعوے کو مانے گا؟ کہ محبوب کہے یہ نہ کرو اور ہم بضد ہوں کہ یہی کریں گے۔ وہ کہے ادھر چلو جدھر ہم چل رہے ہیں۔ ہم کہیں کہ جی نہیں آپ اس طرف جایئے

ہم اس طرف جائیں گے۔ وہ کسی کام کے بنانے میں اپنا خون تک بہا دیں اور ہم اسی کام کے مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔

دنیا کا کوئی بافہم ایسی محبت کو ہرگز سچا نہیں مان سکتا اس لیے اگر احکام معصومینؑ کی اور ان کے طرز عمل کی مخالفت ہو تو محبت کا دعویٰ محض زبانی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی نماز جس کو احادیث میں تمام اعمال سے بہتر کہا گیا ہے۔ اس کے باقی رکھنے میں معصومین نے کیا کچھ کوشش نہیں کی۔ صفین میں ہزاروں مسلمان قتل ہو گئے، مدتوں لڑائی ہوئی مگر جب امیر المومنینؑ نے عین میدان جنگ میں مصلیٰ بچھوا کے نماز شروع کر دی اور ابن عباس نے عرض کی یا علی یہ مقام نماز پڑھنے کا نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسی نماز کے قائم کرنے کے واسطے جنگ کر رہا ہوں۔

امام حسینؑ کا لڑائی کے عالم میں بلکہ عین جنگ مغلوبہ کے وقت اول وقت پر نماز پڑھنا کیا یہ نہیں بتاتا کہ ان حضرات کی نگاہ میں نماز کی کیا وقعت تھی۔ اب اس کے بعد ہم اسی نماز کی وقعت نہ سمجھیں تو کون قبول کر سکتا ہے کہ امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کی سچی محبت ہمارے دل میں ہے۔

نماز کے متعلق امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ یہ نماز پنجگانہ ہر مومن پر فرض ہے۔ خدا کا یہ عہد ہے کہ جوان نمازوں کو صحیح صورت سے ان کے وقت پر ادا کر دے گا اس کو خدا جنت میں ضرور داخل کرے گا اور جو ان کو کمال کے ساتھ ادا نہ کرے گا اور انکے وقت کی حفاظت نہ کرے گا (مگر تارک الصلوٰۃ نہ ہوگا) اس کے متعلق خدا کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے گا تو معاف کرے گا نہ چاہے گا تو عذاب کرے گا۔

امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے: سب سے پہلے میدان حشر میں جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہے پس اگر قبول کر لی گئی تو اور اعمال بھی قابل قبول ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ رسول خدا مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک عرب نے نماز پڑھنا شروع کی مگر رکوع و سجود کامل نہ کئے (یعنی جلدی جلدی ادا کر دیے) تو رسولؐ نے فرمایا کہ اس نے یوں سجدے کیے جیسے کوا چونچیں مارتا ہے۔ اگر یہ مر گیا اور اس کی نماز کی یہی حالت رہی تو یہ میرے دین پر نہ مرے گا۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے رسولؐ نے اپنی حیات کے آخری لمحوں میں (بطور وصیت) فرمایا جس نے نماز کو ہلکا سمجھا اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں، جو شراب پیے وہ ہرگز ہرگز مجھ سے نہیں خدا کی قسم وہ ہرگز حوض کوثر پر نہیں پہنچ سکتا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو بندہ نماز پڑھتا ہے مگر اختصار کرتا ہے تو خدا اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم دیکھتے ہو یہ بندہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور اس کی حاجتیں پوری کرے گا حالانکہ ہر بندہ کی حاجت پوری کرنا صرف میرے اختیار میں ہے۔

امام موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے فرزند امام رضاؑ سے وصیت کی کہ جو شخص نماز کو ہلکا سمجھے گا اس کو میری شفاعت ہرگز نصیب نہ ہوگی۔

بعض روایات میں تارک الصلوٰۃ کی اعانت بہت بڑا گناہ قرار دی گئی ہے۔ یہ تمام چیزیں تو اس وقت ہیں جب نماز کو سبک سمجھے یا کمال کے ساتھ ادا نہ کرے یا واجب ہونے کا یقین کرلے مگر نہ پڑھے لیکن اگر نماز کو واجب ہی نہ سمجھے یا توہین کرے تو ایسا شخص بلا اختلاف مسلمین اسلام سے خارج ہے۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم ایمان کے ساتھ تمام عبادات خصوصاً نماز کی پابندی کریں۔

*اس شخص کو ہماری شفاعت نصیب نہ ہوگی جو نماز کو سبک (ہلکا) سمجھے۔
*اپنے والدین سے نیکی کرو تا کہ تمہاری اولاد تم سے نیکی کرے۔
(امام جعفر صادق علیہ السلام)